ابو محمد عُبادہ☆

عظمتِ رسول ﷺ اور انسانی حقوق

’’موجودہ انسانی مصائب سے نجات ملنے کی واحد صورت یہی ہے کہ محمد (ﷺ) اس دُنیا کے حکمران (رہنما) بنیں۔‘‘ یہ مشہور مغربی مفکر جارج برناڈ شا کا قول ہے اور یہ نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات کے بارے میں غیر متعصب اور غیر مسلم محققین اور مفکرین کی بے شمار آرا میں سے ایک ہے۔ جارج برناڈ شا اُن لوگوں میں سے ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں لائے، پھر بھی وہ آپ ﷺ کی عظمت کو تسلیم کرتا دکھائی دیتا ہے۔ آپ ﷺ کی سچائی اور صداقت کا اعتراف صرف عرب تک محدود نہیں رہا بلکہ ساری دنیا کے دانشور اور مفکر جو اسلام کے ماننے والے بھی نہیں ہیں، وہ بھی حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کا برملا اعتراف کرنے اور آپ ﷺ کی حمد و تعریف پر مجبور ہیں۔ کارلائل، نپولین، والٹر، روسو، ویلز، ٹالسٹائی، گوئٹے، لین پول اور دیگر بے شمار دانشور آپ ﷺ کی شان میں رطب اللسان ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حقوق انسانی یا آزادی صحافت کی آڑ میں، عالمی سطح پر ایک معتبر اور تسلیم شدہ ہستی، بے داغ کردار والی شخصیت اور انسان کامل کا سوقیانہ انداز میں ذکر اور کسی بھی استہزائی پیرایے میں اس پر اظہار خیال کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا کسی ایسی قبیح حرکت کو محض چند نام نہاد اصطلاحوں کے پردے میں سند جواز دی جا سکتی ہے؟ بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ ہر مذہب و فکر و نظریہ کے غیر متعصب عالمی دانشور اس شخصیت کو انسانیت کا نجات دہندہ، بہترین انسان اور رہنما تسلیم کرنے میں ہچکچاتے نہ ہوں اور ایسی شخصیت نبی کی ہو، اربوں انسان اس کے پیروکار ہوں اور اس ذات گرامی سے غیر مشروط وابستگی، عشق اور شیفتگی رکھتے ہوں؟

عظمتِ رسول ﷺ کا تصور امّتِ مسلمہ کے ہر فرد کی رگوں میں خون بن کر دوڑ رہا ہے۔ مسلمانوں کا یہی جذبہ اور اپنے نبی ﷺ سے والہانہ لگاؤ ہی غیر مسلم اقوام کے دلوں میں کانٹا بن کر چُبھتا چلا آ رہا ہے۔ غیر مسلم اقوام کسی نہ کسی طریقے اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے امت مسلمہ کے افراد کے دلوں میں حُبِّ رسول ﷺ کو کم سے کم کرنے کے درپے رہتی ہیں۔ دُور نہ جایئے، گزشتہ چند سالوں کے عالمی واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج کے مہذب دور میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ اور دین اسلام کے بارے میں ایک نیا عالمی انسانی اور مذہبی روّیہ تخلیق کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ غیر مسلم ذرائع

☆aahaqqani@hotmail.com

ابلاغ اسلام کے خلاف میڈیائی جارحیت سے مسلح نظر آتے ہیں۔

آج کا دانشور یہ کہہ رہا ہے کہ انسانی حقوق، انسانوں کی برابری کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ انسانی برادری اور انسانوں کے مابین تفریق کو ختم کرنے کا مسئلہ ہے۔ کسی دوسرے انسان کے حقوق کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قدر و قیمت اس کے انسانی اوصاف کی بنا پر ہونی چاہیے نہ کہ اس کی شخصیت کی بنا پر۔ اس میں ظاہری حد بندیوں، اختلافات اور نظریاتی کشمکش کی عمل داری نہیں ہونی چاہیے۔ حقوق انسانی کے علم برداروں کی یہی دلیل برملا تقاضا کرتی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ دُنیا کی سب سے بلند، اعلیٰ اور بہترین ہستی ہیں اور آپ کے انسان کامل اور سب سے بہترین انسان ہونے پر دُنیا کا اجماع اور اتفاق ہے تو پھر وہ کون سی بات ہے جو مخالفین اور اسلام دُشمنوں کو آپ ﷺ کی توہین پر آمادہ کرتی ہے؟ اور کیا ایسے بدبخت اشخاص کسی قسم کی رعایت کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کسی کا استحقاق ملحوظ خاطر نہ رکھنے والوں کا نہ کوئی استحقاق ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حق۔ ایسے افراد ملعون ہوتے ہیں اور انسانیت کے نام پر دھبہ۔

اس ضمن میں اپنوں کی کوتاہیوں اور بھول پن کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے لیے خوشی، غمی اور اپنے جذبات کے اظہار کا بھی ایک طریق کار ہے جو ہمیں تعلیمات اسلام اور نبی پاک ﷺ کے عمل اور اسوہ مبارکہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس کا برملا تقاضا ہے کہ امت مسلمہ اپنے نقطہ نظر کو پیش کرتے وقت حکمت اور موعظہ حسنہ سے کام لے اور بہترین انداز اور طریقہ اختیار کرے۔ یہی سنت رسول ﷺ اور حکمِ رسول ﷺ ہے۔ مسلم ممالک کی حکومتوں، دانش مندوں، اہل علم و فکر اور مقتدر طبقات کی ذمہ داریوں کا تقاضا ہے کہ وہ انسان کامل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور تقدس مآبی پر انگشت نمائی کرنے والوں کے ہوش، نہایت حکمت اور تدبر سے ٹھکانے پر لانے کا اہتمام کریں۔ ہمیں جان لینا چاہیے کہ آج علم اور دلیل کی دُنیا اور جمہوریت کا دور ہے۔ ایسے میں ہم مسلمانوں کو جوش کے ساتھ ساتھ ہوش کی بھی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

ہمیں نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کو مغرب اور غیر مسلم دُنیا کے سامنے پیش کرتے وقت اعلیٰ اسلامی تعلیمات کو اجاگر کرنا ہوگا۔ اس حوالے سے عالمی سطح پر یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اسلام میں حقوق انسانی کا جس انداز میں خیال رکھا گیا ہے، دوسرے مذاہب اور نظریات اور نام نہاد خود ساختہ اصطلاحات اس سے عاری دکھائی دیتی ہیں۔ مادر پدر آزادی نہ انسان کا حق ہے اور نہ ہی حیوانوں جیسی آزادی سے اس کو منزلِ مقصود حاصل ہو سکتی ہے۔ اسلام سلامتی، خیر خواہی، محبت واخوت اور امن وسکون کا دین ہے۔ تعلیمات قرآن اور نبی پاک ﷺ کی سیرت مطہرہ اس کا عملی مظہر ہیں۔ ذات رسول ﷺ جسے خالقِ کائنات نے تمام جہانوں اور سب دنیاؤں کے لیے رحمت قرار دیا ہے، وہ بنیادی کلید ہے جو گلوبلائزیشن کے دَور سے گزرتی ہوئی انسانیت کے لیے راہبری و رہنمائی کا کام دے سکتی ہے۔

حافظ محمد سمیع اللہ فراز☆

طباعتِ قرآن میں رسمِ عثمانی کا التزام

کلماتِ قرآنیہ کی کتابت کا ایک بڑا حصہ تلفظ کے موافق یعنی قیاسی ہے، لیکن چند کلمات تلفظ کے خلاف لکھے جاتے ہیں۔ کیا مصاحف کی کتابت وطباعت میں رسمِ عثمانی کے قواعد وضوابط کی پابندی واجب ہے اور کیا رسمِ قرآنی اور رسمِ قیاسی کے مابین یہ فرق واختلاف باقی رہنا چاہیے؟ اس سوال کے حوالے سے علماے رسم اور مورخین کے ہاں دو زاویہ ہائے فکر پائے جاتے ہیں:

جمہور علما کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآنی رسم کی قدامت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس میں کسی تبدیلی کی گنجایش نہیں اور طباعتِ مصاحف میں اسی کی پابندی لازمی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام ؓ نے رسم عثمانی کو اختیار کرنے پر اتفاق کیا ہے اور صحابہ کا اتفاق اُسی معاملہ پر ممکن ہوہے جو اُن کے ہاں متحقق ہو کر واضح ہو چکا ہو۔ (۱)

فکر کا دوسرا زاویہ یہ ہے کہ عوام کے لیے رسمِ عثمانی کے مطابق لکھے ہوئے مصاحف میں قراءتِ قرآن کے لحاظ سے کئی مفاسد ہیں، اس لیے عوامی سطح پر اس رسم الخط کو ترک کر دینا چاہیے، البتہ خواص کے لیے اس کی گنجایش باقی رہنی چاہیے۔

ذیل میں ہم ان دونوں نقطہ ہائے نظر اور ان کے استدلالات کا ایک مطالعہ پیش کریں گے۔

رسمِ عثمانی کا اِلتزام

رسمِ عثمانی کے مُجمع علیہ ہونے میں کسی کا اختلاف منقول نہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ کی کتابت کرتے ہوئے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ صحابہ ؓ نے اتفاقِ رائے سے اِس رسم کو صحیح اور درست قرار دیا (۲)۔ مصر کے شیخ القراء محمد بن علی حداد نے اپنے رسالہ "النصوص الجلیلة" میں رسمِ عثمانی کے اتباع کو بارہ ہزار صحابہ کرام ؓ کے اجماع سے ثابت کیا ہے۔ (۳)

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق خلفاے راشدین ؓ کی سنت بھی قابلِ اتباع ہے اور اس کی پیروی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ دلیل مذکور کی بنیاد پر چونکہ رسمِ عثمانی صحابہ ؓ کا مجمع علیہ ہے، لہٰذا اِس کی اتباع اور اقتدا کا حکم تمام دیگر نظریات کے مقابلہ میں راجح ہے۔ علامہ ابو طاہر السندیؒ رسمِ عثمانی پر لوگوں کے تعامل کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

☆ لیکچرر علومِ اسلامیہ، ورچوئل یونیورسٹی آف پاکستان۔ samiullahfraz@hotmail.com